کیجیے۔ یہی ایک واحد دانشمندانہ راہِ عمل ہمارے لیے رہ گئی ہے۔

موجودہ اسمبلی کے بیکار محض اور از کار رفتہ ہونے کے بارے میں وزنی دلائل بعض سیاسی رہنماؤں اور اخبارات نے دیے ہیں انہیں یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں۔ ہم تو صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر اس اسمبلی کو جو ختم ہو چکی ہے زور زبردستی کے طریقوں سے برقرار رکھا گیا تو یہ کارروائی ہمیں صحیح جمہوریت کی جانب لے جانے میں ایک سنگین رکاوٹ بن جائے گی۔ یہ جمہوریت کے نام پر جمہوریت کا راستہ روکنا ہوگا کیونکہ جمہوریت کی جانب ہمارا سفر نئے انتخابات کے بعد ہی شروع ہو سکتا ہے اس سے جمہوریت کی منزل دیر آید سہی لیکن درست آید ہوگی اور سب سے بڑھ کر یہ فائدہ ہوگا کہ پچھلے الیکشن میں ہم نے اپنے معاشرہ کو بلوکراسی کا جو زہر کھلا دیا ہے اس سے مکمل نجات حاصل کر سکیں گے اور اسمبلی کو برقرار رکھنے کا مطلب اس زہر کو برقرار رکھنا ہے۔ یہ زہر اگر ہمارے جسد سیاسی میں باقی رہا تو یہ جمہوریت کا نہیں ہلاکت کا سامان ہوگا۔

(شکریہ روزنامہ "جسارت" کراچی)

حال ہی میں خبر آئی ہے کہ محکمہ اوقاف ان اداروں کو بھی اپنی تحویل میں لینے کے بارہ میں سوچ رہا ہے جو ہنوز اس کے "سایہ عاطفت" میں نہیں آئے۔ ہمیں اس وقت اس بات سے بحث نہیں کہ محکمہ اوقاف کا یہ اقدام درست ہے یا نہیں۔ بلکہ ہم اس وقت محکمہ اوقاف کے کارپردازوں سے خصوصاً اور اربابِ حکومتِ پاکستان سے عموماً اس سوال کا جواب چاہتے ہیں کہ کیا وجہ ہے کہ حکومت اور اس کے قائم کردہ محکمہ اوقاف نے بلا رعایت ہر گروہ اور ہر فرقے کے دینی اداروں، مدارس، مکاتب، مساجد اور ان کی املاک تو اپنی تحویل میں لے لیا اور ان کی آمدنی پر اپنے پہرے بٹھا دیے لیکن ایک مخصوص مذہب کے تمام ادارے اور اس کی تمام املاک اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ اب جب کہ ان اداروں پر بھی قدغن لگانے کے متعلق سوچا جا رہا ہے جن کی اپنی کوئی پراپرٹی نہیں اور جن کا تمام بار چند حضرات کے کندھوں پر ہے۔ تب اس مذہب کے ان بے پناہ سرمایہ داروں کے بارے میں کیوں لب کشائی نہیں کی جاتی؟ ہماری مراد ہندوستانی نبی مرزا غلام احمد آنجہانی کی امت اور ان کی جماعت سے ہے جنہوں نے حکومت پاکستان کے اندر رہتے ہوئے

ایک الگ حکومت تشکیل کر رکھی ہے پاکستان میں بسنے والے اس بات پر اضطراب کا اظہار کیے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ان پر تو ملک کے تمام قوانین و ضوابط لاگو ہوں۔ لیکن چند ایسے لوگوں کو ان قوانین و ضوابط سے مستثنیٰ قرار دے دیا جائے جنہوں نے اپنی عقیدتوں کا مرکز محمد عربی ﷺ کی بجائے غلام ہندی کو بنا رکھا ہے اور جن کے نہاں خانہ دل میں پاکستان میں بستے ہوتے بھی ہندوستان کی دھرتی رچی بسی ہوئی ہے۔ اگر اوقاف بورڈ اہل حدیث، بریلوی، دیوبندی، شیعہ اور دیگر مسلمان فرقوں کے دینی اور صاحب املاک اداروں پر اپنے پہرے بٹھا سکتا ہے تو مرزائی صاحبِ جائیداد اداروں پر کیوں پہرے نہیں بٹھائے جاتے کہ جن کی سالانہ آمدنی ایک کروڑ روپے سے زیادہ ہے اور جنہوں نے چناب کے کنارے آباد بستی میں باقاعدہ حکومتی طرز پر سیکرٹریٹ تک بنا رکھا ہے اور جس بستی میں "مرزائی آقاؤں" کی مرضی کے بغیر کوئی شخص کوٹھڑی تک کی تعمیر نہیں کر سکتا اور جہاں کے باسی بڑے فخر و مباہات سے کہتے ہیں کہ :-

"ہماری بستی میں بعض دفاتر سرکاری موجود تو ہیں لیکن ان دفاتر کے سربراہ ہماری امت ہی کے لوگ ہیں جس کی وجہ سے ان سرکاری دفاتر کی حیثیت عملاً مرزائی اداروں کی ہو کر رہ گئی ہے۔"

اور صرف اسی پر بس نہیں بلکہ آئے دن مرزائی اخبارات میں اس نوعیت کے اشتہارات آتے رہتے ہیں کہ ملک کے فلاں شعبہ میں اس قدر آسامیاں خالی ہیں اور فلاں میں اس قدر۔ اس لیے فوری طور پر اپنی درخواستیں ربوہ میں فلاں کے نام ارسال کر دی جائیں۔ اس قسم کے اشتہارات کو پڑھ کر ایک عام آدمی فوری طور پر یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ ربوہ کو درخواستیں لینے کے اختیارات کس نے تفویض کر رکھے ہیں۔ حکومت نے ؟ یا ان مرزائی آفیسروں نے جو مختلف شعبوں کے سربراہ ہیں ؟ اور پھر آیا ان آفیسروں کو یا ان کے گماشتوں کو قانونِ پاکستان کی رو سے یہ حق حاصل ہے کہ وہ ملازمت کی درخواستیں ایک مخصوص غیر مسلم مذہب کے توسط سے طلب کرے وگرنہ کیا یہ امور حکومت میں مداخلت تو نہیں ؟ پاکستان میں بسنے والی مسلمان اکثریت (جس نے اور جس کے لیے اس ملک کو حاصل کیا تھا۔ اس بات پر اپنی بے چینی کا اظہار کیے بغیر نہیں رہ سکتی کہ انگریزوں کی پروردہ، وظیفہ خوار اور جاسوس

جماعت کو جو مسلمانوں کو تحریک آزادی (کہ جس کے نتیجہ میں پاکستان ظہور میں آیا) میں شمولیت سے باز رکھتی اور انگریزوں کی ذلہ خواری پر آمادہ کرتی رہی۔ اس طرح کی بے جا مراعات سے نوازا جائے جو نہ صرف یہ کہ عام مسلمانوں کے مفادات کے منافی ہیں بلکہ خود حکومت پاکستان اور ملک کے قوانین سے ٹکراتی ہیں۔ اگر مرزائی اپنے چند گماشتوں کے بل پر من مانی کارروائیاں کر سکتے ہیں تو مسلمان اپنے ملک کے حکام جن کی اکثریت اوپر سے لے کر نیچے تک بفضلہ تعالیٰ مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ ان کو دی گئی خصوصی مراعات ختم کی جائیں اور اس بات کی تحقیق کی جائے کہ یہ لوگ ملکی امور میں مداخلت بے جا کے مرتکب تو نہیں ہو رہے؟ نیز ان کو ان تمام قوانین وضوابط کا پابند کیا جائے جن کی پابندی پاکستان کے عام شہریوں پر لازم قرار دی گئی ہے اور ان سرکاری آفیسروں کو قرار واقعی سزا دی جائے جنہوں نے ان کو اس قسم کی رعایات دینے میں حصہ لیا ہو۔

اس سلسلہ میں محکمہ اوقاف کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ مرزائیوں کی کروڑوں روپے کی وقف جائیداد کی تحقیقات کر کے انہیں اپنے قبضہ میں لے اور عام مسلمانوں کی بے اطمینانی کو دور کرے